

مطالعہ بابل اور مسلمان

ڈاکٹر محمد عبداللہ*

انگریزی زبان میں مستعمل لفظ بابل BIBLE، یونانی سے لاطینی میں منتقل ہوا جس کے لفظی معنی مطلقاً کتب کے ہیں۔ مردوجہ طور پر اس کا اطلاق یہود و نصاریٰ کی مقدس کتب پر ہوتا ہے۔ (۱) بابل کے دو بڑے حصے ہیں چنانچہ کلام مقدس کے پیش لفظ میں لکھا ہے:

”کلام مقدس کے دو حصے ہیں یعنی عہد عتیق و عہد جدید۔ کلام مقدس کا وہ حصہ جو خداوند یوسع مسح کے آنے سے پہلے لکھا گیا عہد عتیق کہلاتا ہے اس میں وہ پرانا عہد نامہ مندرج ہے جو خدا نے اپنے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ کوہ سینا پر کیا تھا۔ کلام مقدس کا وہ حصہ جو خداوند یوسع مسح کے آنے کے بعد لکھا گیا عہد جدید کہلاتا ہے۔“ (۲)

دارال المعارف امریکہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"Bible- the Jewish and Christian sacred book, or collection of sacred books often called the Holy Bible. It is in two parts, the old testament and the New testament." (3)

عہد قدیم بمقابلہ عہد جدید زیادہ سیختم ہے اور اس میں کیتھولک (Catholic) کے مطابق ۴۵ کتب اور پروٹستانٹ (Protestant) کے مطابق ۳۹ کتب ہیں۔ جبکہ عہد جدید میں ۷۲ کتب شامل ہیں جنہیں کلیساۓ جامع نے ۳۲۵ء میں مستند قرار دیا۔ (۴)

ذیل میں بابل کے مطالعات پر مسلمان کی تحقیقات کا ایک ناقدانہ جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

* پیغمبر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی

ظہور اسلام سے قبل جزیرہ عرب میں یہود و نصاریٰ موجود تھے دیگر علاقوں کی نسبت یہود مدینہ (یثرب) اور اطراف میں بڑی تعداد میں آباد تھے چنانچہ میثاق مدینہ میں یہود کے بڑے قبائل ہوئے، بنو نصریٰ، بنو قریظہ، بنو نضیر، بنو قیقاٰع اور ان کے حلیف شامل تھے۔ آنکہ اسلام کی کرنیں جب افق مدینہ پر چکیں تو یہود کے بعض صالح اور سلیم الفطرت افراد مثلاً عبد اللہ بن سلام، سید بن سعید، اسعد بن کعب اور عقبہ بن سلام نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ بطور خاص اہل یہود کی تایف قلب فرماتے اور جب تک کسی مسئلہ میں قرآن کا صریح حکم نازل نہ ہو جاتا تو رات کے حکم پر عمل فرماتے اور بعض معاملات میں یہود سے مشورہ لیتے۔ نقض عہد اور جلاوطنی کے باوجود حضور اکرم ﷺ سے رواداری اور مررت کا اظہار فرماتے۔ (۵)

یہود کی طرح نصاریٰ کی بھی ایک معقول تعداد عرب میں آباد تھی۔ خاص طور پر دمیحی ملکتیں روم اور جيش عرب میں مسیحیت کی ترویج کا باعث بنی تاہم جزیرہ عرب میں نصاریٰ کی آبادی کا مرکز یمن میں نجران کا علاقہ تھا جہاں سے ایک وفد بھی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (۶)

یمن جيش کی عیسائی حکومت کے تحت ۳۹۶ء میں آیا بعد ازاں جيش کی طرف سے یمن کے گورنر مقرر ہوتے رہے انہی میں سے ایک گورنر ابرہہ بھی تھا جس نے بیت اللہ کے نمونے پر یمن کے دارالسلطنت الصنعاء میں کلیسا بھی تعمیر کرایا اور لوگوں کو اس کی عبادت و زیارت کا حکم دیا جو بعد ازاں بیت اللہ پر ۴۵۷ء میں حملہ کا سبب بھی بنا۔ (۷)

یہود کے سلیم الفطرت افراد کی طرح نصاریٰ کے بھی سلیم الطباائع افراد مثلاً عدی بن حاتم، تمیم داریٰ، اشرف جبشتیٰ، جارود بن عمر اور سلمان فارسیٰ نے اسلام قبول کیا۔ (۸) خصوصیت سے اہل کتاب میں سے عبد اللہ بن سلام، تمیم داریٰ، کعب الاحبار، جارود بن عمر علم و فضل میں نمایاں تھے۔ اگرچہ بعض صحابہ کرام کو توراۃ و انجیل سے متعلق کافی و اتفیقت تھی اور وہ عربی کے علاوہ عبرانی اور سریانی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے تاہم اہل کتاب صحابہ کرام کی بدولت کتب سابقہ کا ایک بہت بڑا حصہ اسرائیلیات کی صورت میں سامنے آیا۔ (۹)

جب اہل کتاب کی روایات کی کثرت ہونے لگی تو آپ نے ان کی استنادی حیثیت کے بارے میں

اصولی فیصلہ صادر فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابَ يَقْرُؤُنَ التُّورَاةَ بِالْعَبْرَانِيَّةِ وَ يَفْسُرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لَا هُلْ

الاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوا هم
وقولوا امنا بالله ما نزله الآية، (١٠)

اہل کتاب صحابہ کرامؐ کی طرح بعض تابعین و تبع تابعین کے حوالے تفسیر و احادیث میں ملتے ہیں وہ بہ بن منبهؓ کی عام کتب سماوی خصوصاً توراة اور انجیل سے واقفیت بہت زیادہ تھی۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء، میں خاص طور سے ان کے جو اقوال نقل کئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عیسائی لٹریچر کے مقابلہ میں یہودی لٹریچر سے زیادہ واقف تھے۔ امام نوویؓ نے بھی لکھا ہے کہ وہ گذشتہ کتابوں کے علم و معرفت میں مشہور ہیں۔ (۱۱)

بعد کے مصنفین میں احمد بن ابی یعقوب المعرف المعرف العقوبی (م: ۲۷۸ھ)، انجیل سے خوب آگاہ تھا اس نے تصرف انجیل اربعہ، کا خلاصہ اپنی تاریخ میں دیا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی بھی انجیل اربعہ کے روشنی میں تحریر کیے ہیں علاوہ ازیں انجیل اور قرآن کے بعض بیانات پر بھی کافی غور کیا ہے۔ (۱۲)

ابو الحسن علی المعرف المعمودی (م: ۳۲۵ھ) نے توراة و انجیل کا غیر معمولی مطالعہ کیا۔ اس کا بیان ہے کہ وہ کسی طرح ناصرہ کے ایک گرجے میں گیا اور وہاں سے انجیل کے بہت سے نجح حاصل کئے۔ اس نے پطرس اور پوس کے قتل کا ذکر دوبار کیا ہے۔ تو ماحواری کے متعلق اس نے وضاحت سے لکھا ہے کہ ہندوستان جانے والا ماحواری وہی تھا۔ و مضى تو ما و كان من الانشى عشر الى بلاد الهند داعيا الى شريعة المسيح فمَا هناك، نيز معمودي نے مسیحیت کے آغاز اور اس کی عہد بعہد کی تاریخ بیان کی ہے ساتھی مسیحی عقائد و بیانات کے تناقض اور مشکلوں حصوں پر بھی گرفت کی ہے۔ (۱۳)

ابوریحان البیرونی (م: ۲۳۰ھ) کی کتب سابقہ کے بارے میں معلومات معمودی سے بھی زیادہ ہیں۔ اپنی کتاب آثار الباقيہ عن القرون الاولیہ، لکھنے کی خاطر اس نے مسیحیوں سے بھی معلومات حاصل کی ہیں مذکورہ کتاب کے تیسرا باب میں توراة و انجیل کے مختلف نسخوں اور ان میں اختلافات کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ اس نے داریشور کی شرح پر عملہ تنقید لکھی ہے وہ بڑی تحقیق کے بعد بتاتا ہے کہ انجیل اربعہ دراصل انجیل کے چار نسخے ہیں ان کا موازنہ اس نے عہد نامہ قدیم کے ان نسخوں سے کیا ہے جو یہودیوں کے پاس تھے اس نے ان دوسری انجیلوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ جنہیں نقیبیہ کی مجلس نے مسترد کر دیا تھا اور جو مختلف مسیحی فرقوں

کے پاس تھیں اس نے اناجیل کے باہمی اختلافات کا بھی ذکر کیا اور متی (۱:۱۷) اور لوقا (۳:۲۳) میں مسیح کے جو مختلف نسب نامے بیان کئے گئے ہیں ان کا اختلاف بیان کر کے سوال کیا ہے کہ مسیح اس اختلاف کی توضیح کس طرح کرتے ہیں پھر لکھا ہے کہ ان اختلافات کے پیش نظر اناجیل کے الہامی ہونے پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ (۱۴)

محمد بن اسحاق المعروف ابن الندیم (م: ۵۷۸) نے اپنی کتاب 'الفہرست' میں اپنے دور تک منتداول کتب یہود نصاریٰ کی مکمل فہرست دی ہے۔ (۱۵)

ابو محمد علی بن احمد بن سعید ابن حزم اندرسی (م: ۴۵۶) نے اہل کتاب کی کتب، عقائد و تعلیمات اور فرق پر بیش قیمت بحث کی۔ اس نے اپنی معروف کتاب 'الفصل فی الملل والاهواء والنحل' میں اس باب کے تحت کہ یہود کی جملہ کتب اور اناجیل اربعہ میں یقیناً تحریف و تبدل ہو چکی ہے اور اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں نازل نہیں فرمایا۔ تورات سامری کی بابت رقم طراز ہیں:

"سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جو تورات (فرقہ) سامریہ کے ہاتھوں میں ہے وہ اس تورات کے خلاف ہے جو دوسرا یہودیوں کے پاس ہے۔ سامریہ کا داعویٰ ہے کہ "یہی تورات نازل کی گئی تھی اور وہ یہ یقین کرتے ہیں کہ جو تورات یہود کے پاس ہے وہ محرف و مبدل ہے جبکہ تمام یہودیہ کہتے ہیں کہ سامریہ کی تورات میں تغیر و تبدل کر دیا گیا ہے۔" (۱۶)

مذکورہ کتاب کے پہلے حصے میں توراة وزبور میں تحریف کے ثوابہ پیش کئے ہیں جبکہ دوسرے حصے میں اناجیل پر مفصل بحث کی ہے۔ چنانچہ اناجیل کی بابت لکھتے ہیں:

واما النصارى فقد كفونا هذه الموانة كلها لأنهم لا يدعون ان الا اناجيل منزلة من عند الله على المسيح ولا ان المسيح ااتهם بهابل كلهم اولهم عن آخرهم اريو سيهم وملكيهم ونسطوريهم ويعقوبهم ويرونيهم ولو بقائهم لا يختلفون من امها اربعة تواریخ الفها اربعة رجال معروفون في زمان مختلفة (۱۷)

"نصاریٰ نے ہمیں اس تمام مشقت سے بے نیاز کر دیا ہے کیونکہ وہ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ اناجیل اللہ کے پاس سے مسیح پر نازل کی گئی ہیں اور نہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان اناجیل کو مسیح ان کے پاس لائے ہیں بلکہ یہ

سب لوگ شروع سے آخریک نسخہ، یعقوبی، ماروئی وغیرہ سب کے سب اس امر میں اختلاف نہیں کرتے کہ یہ چار کتب تو اتنے ہیں جن کو چار شخصوں نے تالیف کیا ہے اور وہ مختلف زمانوں میں مشہور ہیں۔ تورات و زبور اور انجیل کے بارے میں مسلمانوں کے مؤلف کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”قلنا ان الله تعالى انزل التوراة على موسى عليه السلام حقاً و انزل الزبور على داؤد عليه السلام حقاً و انزل الانجيل على عيسى عليه السلام حقاً و انزل الصحف على ابراهيم و موسى عليهما السلام حقاً و انزل كتاب لم يسم لنا على انباء لم يسموا لنا حقاً نؤمن بكل ذلك..... ان كفار بنى اسرائیل بدأوا التوراة والزبور فزادوا ونقصوا وابقى الله تعالى بعضها حجة عليهم وبذل كفار النصارى الانجيل كذلك فزادوا ونقصوا

وابقى الله تعالى بعضها حجة عليهم“ (۱۸)

علامہ ابن حزم نے اہل کتاب کے عقائد و نظریات پر بھی تفصیلی بحث کی ہے تاہم ان کا استدلال غیر معمولی طور پر جارحانہ و ناقدانہ ہے۔

ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (م: ۵۰۵ھ) نے اپنی کتاب ”الردد الجميل للهیۃ عیسیٰ بصریح الانجیل“ میں مسیحیت کے عقیدہ تثییث پر فاضلانہ بحث کی ہے نیز انجیل کی استنادی حیثیت کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ (۱۹)

محمد بن عبد الکریم الشہرستانی (م: ۵۲۸ھ) کی کتاب ”الممل و النخل“ اگرچہ فلسفیانہ مباحثت کی حامل ہے تاہم اہل کتاب سے متعلق قابل قدر بحث کی ہے۔ اپنی کتاب کی دوسری جلد میں تورات و انجیل پر مختصر بحث کی ہے تاہم یہود و نصاریٰ کے فرقوں کے بارے میں تفصیلی بحث کی ہے۔ لکھتے ہیں:

”اہل یہود کے فرقے ہیں جن میں العناییہ، العیویۃ، المقارۃ، الیودعاییۃ اور السامریۃ معروف ہیں، جبکہ نصاریٰ کے ۲۷ فرقے ہیں جن میں سے تین زیادہ معروف ہیں۔ الملکائیہ، البنطوریۃ، یعقوبیۃ۔“ (۲۰)

تورات، انجیل اور قرآن حکیم کا موازنہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”فِي التُّورَةِ أَحْكَامُ السِّيَاسَةِ الظَّاهِرَةِ الْعَامَةِ، وَفِي الْإِنْجِيلِ أَحْكَامُ الْسِّيَاسَيَّةِ“

الباطنة الخاصة، وفي القرآن أحكام السياستين جميعاً۔ (۲۱)

ابوالعباس، تقى الدین احمد بن شہاب ابن تیمیہ (م: ۷۲۸ھ) کی یہود و نصاریٰ کی کتب کی تحقیق اور عقاہدوافکار کا مطالعہ امتیازی شان کا حامل ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے کئی چھوٹے رسائل کے ساتھ ساتھ مکملانہ انداز میں ایک ضخیم کتاب 'الجواب الصحیح لمن بدیل دین است'، کے نام سے لکھی۔ اسلام چونکہ یہودیت اور عیسائیت کے نعم البدل کے طور پر بھیجا گیا تھا اس لئے قدرتی طور پر ابن تیمیہ نے ان دونوں نماہب کی طرف توجہ دی۔ انہوں نے یہود و نصاریٰ پر اپنی مقدس کتب کے بعض الفاظ محرف کرنے کا الزام لگایا ہے۔

مذکورہ کتاب بنیادی طور پر صیدا اور انطا کیہ کے اسقف پال (Paul) کی ایک کتاب کا جواب ہے جس میں انہوں نے نصرانیت کا ابطال اور اسلام کی حقانیت پر بھر پور استدلال کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی موجودہ کتب کی استنادی حیثیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ان هذه الكتب وقع فيها تبديل في بعض الفاظها، وأنه لا يعلم ان الفاظها منزلة من عند الله، فلا يجوز ان يحج بها فيما من الالفاظ في معارضه علم نبوته وان هذه التوراة والانجيل الموجودتان اليوم بين اليهود والنصارى لم تتواء عن موسى و عيسى عليهما السلام۔“ (۲۲)

توراة کی بابت رقم طراز ہیں:

”اما التوراة فان نقلها انقطع لما خرب بيت المقدس اولا واجلى منه بنو اسرائیل ثم ذكروا ان لذى املاها بعد ذالك شخص واحد يقال له عاذر و زعموا انه نبى۔“ (۲۳)

انجیل کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”واما الانجيل الذى بايدى المسيحيين فانهم معترفون بأنه لم يكتبه المسيح عليه السلام ولا املأه على من كتبه وانما املأه بعد رفع المسيح . متى ويوحنا و كان قد صاحبا المسيح ولم يحفظه خلق كثير مبلغون حد المتأخر . ومرقس ولوقا وهما لم يريا المسيح عليه السلام . وقد ذكر هؤلاء انهم ذكروا بعد ما قاله المسيح وبعض اخباره ، وانهم لم يستو عبوا ذكر اقواله وافعاله“ (۲۴)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے صراحت سے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بحث سے پہلے ہی میسیح گزر چکی تھی

اور خود سیجی بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان مذہبی کتابوں میں خواہ غلطی سے اور خواہ عمدۃ تحریف ہوئی ہے۔

ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن القیم (م: ۷۵۷ھ) نے اپنی کتاب 'ہدایۃ الحیاری فی اجوبة اليهود و النصاری' میں بھی کتب اہل کتاب پر قابل قدر بحث کی ہے۔

بعد کے مصنفوں میں سے محمد ابو زہرا مصري اور ڈاکٹر احمد شلسی نمایاں ہیں۔ چنانچہ شیخ محمد ابو زہرا اپنی کتاب 'محاضرات فی النصرانیۃ' میں مصادر المسیحۃ بعد عیسیٰ کے عنوان سے عہد جدید پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں۔ انا جیل کی بابت رقم طراز ہیں:

"..... ان هذالأناجیل لیست نازلة علی عیسیٰ علیہ السلام فی نظرهم، ولیست منسوبة له ولكنها منسوبة بعض تلاميذه، ومن ينتهي اليهم، وهو تمشتمل على اخبار المسيح وقصصه ومحاوراته وخطبه وابتدائه ونهايته في الدنيا كما يعتقدون هم" (۲۵)

ڈاکٹر احمد شلسی نے اپنی کتاب مقارنة الادیان، کادوس راهتہ المسمیحیۃ کے لیے وقف کیا ہے جس میں الكتاب المقدس، کے عنوان سے صفحات ۱۳ تا ۱۵۳ میں عہد نامہ جدید پر بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ یہ کتابیں حضرت عیسیٰ کی کھصی ہوئی یا الماء کردہ نہیں ہیں۔

۲۔ ان رسائل اور اناجیل کے مؤلفین کے بارے میں حتمیت کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

۳۔ ان میں تاقض کی کثرت پائی جاتی ہے۔

۴۔ یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ اناجیل الہامی حیثیت کی حامل نہیں ہیں جیسا کہ انجیل لوقا کے پہلے فقرے سے متشرح ہوتا ہے کہ لوقا نے بھی دیگر لوگوں کے دیکھا دیکھی حضرت عیسیٰ کے حالات صحیح تر قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۲۶)

ابتدائی عہد میں مسلمانوں کے مطالعہ بائبل کے ضمن میں یہ امر ملحوظ رہے کہ کچھ اختصار کی خاطر اور کچھ اس بھے کہ ابتدائی عہد میں تورات و انجیل کے زیادہ تر اجمیں ہوئے تھے اور نہ بکثرت ان کی اشاعت ہوئی تھی ان مصنفوں و محققین نے ان کتب کے جو حوالے دیے ہیں وہ بیشتر حاصل مطلب کے طور پر ہیں اور چونکہ ان کتب میں تغیر و تبدل اور تحریف ہوتی رہتی ہے اس لئے موجودہ کتب میں بعض حوالے نہیں ملتے یا ملتے ہیں تو خاصی بدی ہوئی شکل میں۔ (۲۷)

بر صغیر میں مطالعہ بابل

بر صغیر میں علماء کرام اور محققین نے بابل کو اپنے مطالعے کا موضوع بنایا اور عمدہ تحقیقات پیش کیں جن کا ذیل میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

شah ولی اللہ دہلوی (م: ۲۷۱ء) نے اپنی معروف کتاب الفوز الکبیر، میں علم خاصہ کے تحت یہودو نصاریٰ کی کتب کا مختصر جائزہ لیا ہے۔ تورات میں تحریف پر اپنے نقطہ نظر کو یوں بیان کرتے ہیں:

”یہودی تحریف لفظی تورات کے ترجمہ وغیرہ میں کیا کرتے تھے نہ کہ اصل تورات میں کیونکہ فقیر کے نزد یک ایسا ہی محقق ہوا ہے اور ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے اور تحریف معنوی تاویل فاسد کا نام ہے۔ (۲۸)

شah عبدالعزیز محدث دہلوی (م: ۱۸۲۳ء) نے توریت و انجیل کے براہ راست مطالعے کے لیے ایک یہودی عالم سے عبرانی سیکھی وہ خود لکھتے ہیں:

”فاضلے ازا کا بر علامہ یہود بدھلی آمد، ازا تحقیق تورات بلسان عبرانی کردم۔ (۲۹)

سید آل حسن موبہانی (م: ۱۸۷۲ء) کا مطالعہ بابل و میسیحیت بر صغیر میں اولین حیثیت کا حامل ہے آپ کی تصنیفات میں خاص اس موضوع پر دو کتب الاستفسار اور الاستبشار، ہیں۔ اول الذکر تصنیف کی بابت مولا نا امداد صابری لکھتے ہیں، یہ کتاب تحقیق و معلومات اور دلائل و برہان کے اعتبار سے کتب رذ نصاریٰ میں افضلیت کا درجہ رکھتی ہے۔ (۳۰) جبکہ علامہ ڈاکٹر خالد محمود کے خیال میں بعد میں لکھی جانے والی اسلامی کتابوں میں متن کی حیثیت رکھتی ہے۔ (۳۱)

- سید آل حسن نے مذکورہ کتاب میں تورات و انجیل کی بابت مندرجہ ذیل مباحث پر کلام کیا ہے:
- ۱۔ توریت میں بعض روایتوں ایسی بھی ملتی ہیں کہ اس سے ساری شریعت اسرائیلیہ کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔
 - ۲۔ خدا کے کلام میں دوسرے کلام کے ملنے سے کتاب اللہ کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔
 - ۳۔ انجیل کی روایتوں کے اسناد کا پتہ نہیں لگتا اور روایتوں میں اختلاف بھی ہے۔
 - ۴۔ انجیل کی تالیف ایسی ہے جیسے ہمارے ہاں شواہد الدبوة ہے جو قرآن کی طرح جمع نہیں ہوئے۔
 - ۵۔ توریت کی عزراء نبی کے عہد سے بطیموس کے عہد تک اور عہد جدید کے حواریوں کے عہد سے قسطنطینیہ کے زمانہ تک کی سند یہ کسی عیسائی عالم کے پاس نہیں۔ (۳۲)

ڈاکٹر محمد وزیر خان (م: ۱۸۷۳ء) میڈیکل کالج کلکتہ سے طب کی تعلیم کامل کر لینے کے بعد مزید تعلیم لئے لندن روانہ ہوئے تو وہاں سے واپسی پر تورات و انجلی کے قدیم نسخے جمع کر کے لائے۔ (۳۳) ڈاکٹر موصوف نے ہندوستان میں مسیحیت کے تحقیقی مطالعہ کی بنیاد رکھی اور اصل مأخذ کے ذریعے یہود نصاریٰ کی کتب تک رسائی حاصل کی۔ آگرہ کی جامع مسجد میں علماء باقاعدہ ان سے درس لیتے تھے اور یہ سلسلہ چار سال تک چلتا رہا۔ (۳۴)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی (م: ۱۸۹۲ء) کا نام تاریخ اسلام میں بالعموم اور برصغیر میں بالخصوص مطالعہ اہل کتاب بالخصوص مسیحیت میں نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ آپ نے متعدد کتب برہار راست اسی موضوع پر تالیف فرمائی جن میں ازالۃ الاوہام (فارسی) ازالۃ الشکوک، اعجاز عیسوی (اردو) اور اظہار الحق (عربی) شامل ہیں۔ (۳۵)

مؤخر الذکر کتاب جو مولانا کیرانوی نے چھ ماہ کے قلیل عرصے میں ترکی میں قلم بند کی بابل کے ناقدانہ مطالعہ میں سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ ذیل کے تین ابواب برہار راست بابل سے متعلق ہیں:

۱۔ بیان و تفصیل کتب عبد قدیم و جدید۔

۲۔ بیان و تفصیل اثبات تحریف کتب عبد قدیم و جدید۔

۳۔ بیان و تفصیل اثبات نسخ کتب عبد قدیم و جدید۔

کتاب کے بارے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

”میں اپنے بچپن سے کتاب اظہار الحق کا نام سنتا رہا ہوں اور اسکی تعریف ان الفاظ میں کہ وہ ایک الہامی کتاب ہے مطالعے اور عمر کے ساتھ کتاب اور مؤلف سے میری عقیدت اور میرا علم ایقین بڑھتے ہی رہے“ (۳۶)

کتاب کی قبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کہ آٹھ زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے اور اب تک ۱۲ ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ (۳۷)

سرسید احمد خان (م: ۱۸۹۸ء) نے *تبیین الكلام فی تفسیر التوراه والانجیل علی ملة*

ایسلام کے نام سے بابل کی تفسیر نے اصولوں کے مطابق کی ہے اس میں سر سید نے قرآن اور بابل میں تناول پیا کرنے کی کوشش کی ہے جسے مولانا عبدالحق حقانی نے تحریف القرآن، سے تعبیر کیا ہے اور فرانسیسی متشرق گارساں و تاسی نے مذکورہ کتاب کو خالص مسیحی توبیین نیم سیکھی قرار دیا ہے (۳۹) اگرچہ اس بنا پر سر سید کا بابل کے میں نقطہ نظر محل نظر ہے تاہم بعض مقامات پر اصول بحث بھی کرتے نظر آتے ہیں لکھتے ہیں:

”توریت اور صحف انبیاء اور انجیل کے قلمی نسخے جواب دنیا میں موجود ہیں وہ آپس میں نہایت مختلف ہیں۔ اگرچہ میں اس بات کا قائل نہیں ہوں کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی کتب مقدسہ میں تحریف لفظی کی ہے اور نہ علمائے متقدمین و محققین اس بات کے قائل تھے مگر علمائے متاخرین اس بات کے قائل ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی کتب مقدسہ میں تحریف و تبدیلی کی ہے۔“ (۴۰)

بابل کے اختلاف کے بارے میں رقطراز ہیں:

”قرآن مجید کے اختلاف قرأت کو توریت و صحیت انبیاء و زبور و انجیل کے اختلاف عبارت کو کیساں فرار دینا و دیدہ دانست غلطی کرنا ہے۔ ریورٹ ہارن (Horne) نے واضح طور پر لکھا ہے کہ ناقلين کتب سے عملاء و سہوا غلطیاں ہوئی ہیں۔“ (۴۱)

مولانا عنایت رسول چڑیا کوئی (م: ۱۹۰۱ء) نے مختلف علماء یہود سے عبرانی اور سریانی زبانوں کی تحصیل کی اور تورات کا مطالعہ اصل عبرانی میں کیا۔ اسی موضوع پر آپ نے ایک تحقیقی کتاب ”البشری“ دو جلدوں میں تحریر کی جس کا نقش ثانی لاہور سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا ہے۔ (۴۲)

سید ناصر الدین، ابوالمنصور دھلوی (م: ۱۹۰۳ء) کی زیادہ تر تالیفات کلامی انداز کی حامل ہیں اور مسیحیت کے عمومی عقائد و مطالعہ پر محیط ہیں مگر احسن الدلیل فی معلومات توریت والا نجیل، میں کتب مقدسہ پر عمدہ بحث ہے (۴۳)۔

مولانا عبدالحق حقانی (م: ۱۹۱۷ء) کا مطالعہ بابل امتیازی حیثیت کا حامل ہے اگرچہ آپ کی تالیفات میں مناظر انہ جھلک ہے تاہم تورات و نجیل کی بحث میں آپ نے تحقیق و تدقیق کو پیش منظر کھا ہے۔ آپ کی تفسیر فتح المنان المشہور بہ تفسیر حقانی۔ اگرچہ مکمل طور پر یہود و نصاریٰ کے عقائد اور دیگر فرق باطلہ کے تناظر میں کلامی انداز میں لکھی گئی ہے تاہم مذکورہ تفسیر کا ضمیم مقدمہ تورات و صحف اور نجیل کے باب میں عمدہ مباحثہ پر

مثبتاً ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر مسیحیوں کا اہم اعتراض کہ اللہ تعالیٰ نے تورات و انجیل کی مدح فرمائی اور صحف ابراہیم و موسیٰ کا بھی سبغاڑ کر ہے اور قرآن کو ان کتب کا مصدق بتایا ہے، کا جواب دینتے ہوئے نقطہ راز ہیں:

”ان آیات سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ تورات وہ کتاب ہے جو خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور زبور وہ کتاب ہے جو حضرت داؤد کو عطا ہوئی تھی اور انجیل وہ کتاب ہے جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور کچھ صحتی حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے تھے اور اس امر منصوص میں سنی، شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے خلف تک تتفق ہیں پس یہ کتاب جو موسیٰ کے بعد میں تصنیف ہوئی اور کچھ مضامین تورات اصلی کے یادداشت کے طور پر درج کر کے تورات نام رکھا گیا ہے قطعی وہ تورات نہیں کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے اسی طرح وہ کتابیں کہ جو حضرت عیسیٰ کے بعد لوگوں نے تصنیف کی ہیں اور ان میں حضرت عیسیٰ کے حالات واقوال صحیح و غلط طور پر جمع کر دیا ہے جس کو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا دیو حنا کہتے ہیں وہ انجیل نہیں جس کا قرآن میں ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی اور امام رازی اسی نقطہ نظر کے حامل ہیں۔ دوم یہ کہ وہ تورات و انجیل وزیور و دیگر صحاف انبیاء کہ جن کا قرآن میں ذکر ہے کلام اللہ اور واجب التعظیم ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کی معرفت فرمایا تھا سب حق تھا اسلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے یہ ہدایت کی ہے کہ اپنا اور بیگانہ کچھ نہ دیکھو بلکہ جس قدر خدا کے فرستادہ لوگ اور جس قد ر مقدس کتابیں خدا نے بھیجی ہیں سب پر ایمان لاو“ (۲۲)

بر صغیر کے مذکور بالا علماء کی تحقیقات کے علاوہ مولانا محمد قاسم نانو توی (م: ۱۸۷۹ء)، مولانا محمد علی موینگری (م: ۱۹۲۷ء)، مولانا شرف الحق دھلوی (م: ۱۹۰۳ء)، ابوالوفا ثناء اللہ امترسی (م: ۱۹۷۸ء)، عبدالماجد دریا آبادی (م:) مولانا محمد ادریس کاندھلوی (م: ۱۹۷۳ء) اور مولانا محمد مالک کاندھلوی نے بھی مکتب مقدس اور مطالعہ مسیحیت پر عمومی و کلامی انداز میں مطالعہ پیش کیا ہے۔

نو مسلموں کا مطالعہ بابل:

مطالعہ بابل پر نہ صرف مذکورہ بالا علماء کی تحقیقات ہیں بلکہ نصرانیت سے اسلام قبول کرنے والے اہل علم نے بھی اس موضوع پر قلم انٹھایا ہے۔

ان میں عبدالقدوس جمیل مہتدی کی تالیف "تحفة الاریب فی الرد علی اہل الصلیب، تصریح عیسیٰ ابی سعد المحتطب کی النصیحة الایمانیة بفضح الملة النصرانیة، شیخ زیادۃ محمدی کی البحث الصریح فی ای دین هوا الصھیح، محمد ذکر الدین التجارکی، المنارات الساطعة فی ظلمات الدنیا الحالکة، اور اکٹرا برائیم خلیل احمد کی محمد فی التوراة والانجیل والقرآن، شامل ہیں۔ (۲۵)

ان کتب میں سب سے زیادہ ضخیم و جامع فرانسیسی نو مسلم موریس بکائے (Murice Bucale) کی کتاب بابل، قرآن اور سائنس (La Bible, La Coran et La Science) ہے۔ جس میں فاضل مصنف نے بابل کا تاریخی، متنی اور تقيیدی مطالعہ پیش کیا ہے۔ نیز بابل کے اختلافات و تناقضات پر عمدہ بحث کی ہے ساتھ ہی بابل اور قرآن حکیم کے بیانات کا جائزہ موجودہ تحقیقات اور سائنس کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ مصنف انجلیل کی بابت مقدمہ میں رقم طراز ہے:

"میسیحیت نے عبرانی بابل کو اپنالیا ہے اور اس میں چند ضمیمہ جات کا اضافہ کر دیا ہے اس نے تمام شائع شدہ تحریروں کو تسلیم نہیں کیا جنکا مقصد ہی انسانوں کو حضرت عیسیٰ کے مشن سے آگاہ کرنا تھا۔ لیکن ان کتابوں کی اشاعت میں قطع و برید سے کام لیا جن میں حضرت عیسیٰ کی حیات اور تعلیمات کا ذکر ہے۔ اس نے عہد نامہ جدید میں صرف ایک محدود تعداد میں تحریروں کو محفوظ رکھا ہے جن میں اہم ترین چار انجلیل ہیں جن کو شرعی حیثیت حاصل ہے۔ میسیحیت کسی ایسی وحی کو تسلیم نہیں کرتی جو حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کے بعد نازل ہوئی لہذا وہ قرآن کو مسترد کرتی ہے" (۲۶)

مطالعہ بابل کا مقصود:

مسلمانوں کے مطالعہ بابل کا اہم مقصد اور غرض غایت یہود و نصاریٰ کو ان نوشتوں کی اصلاحیت سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ غیر المضوب علیہم والضالین، کامصدق بنے سے نجی سکیں نیز اہل کتاب کو ایسے مرکز و محور پر لانا ہے جس کا ذکر تورات، زبور و صحف الانبیاء اور انجلیل نے کیا ہے اور اسی طرف قرآن حکیم بھی شدومد سے دعوت عامدے رہا ہے:

قل يا اهل الكتاب تعالوا الى الكلمة سراء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئاً ولا يتخد بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله، فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون" (۳۷)

حوالہ جات

1. Encyclopaedia Britannica 'BIBLE' 1961, vol III, P499.
2. کلام مقدس، سو سائی آف سینٹ پال روما، ۱۹۵۸ء (پیش لفظ)۔
3. Encyclopedia Americana, BIBLE, Grolices International Dumbury, 1983, volIII, p 647.
4. Encyclopaedia Britannica, volII, P 515.
5. ندوی مجیب اللہ، حافظ، اہل کتاب صحابہ و تابعین، معارف پر لیں اعظم گڑھ، ۱۹۵۱ء ص ۲۵-۲۶ نیز ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے یہاں تک لکھا ہے کہ دوران جنگ تورات کے کچھ نئے مسلمانوں کے ہاتھ آگئے تھے وہ ان کو واپس کر دیئے گئے دیکھیے (رسول اکرم کی سیاسی زندگی دارالاشراعت کراچی، ص ۲۳۱-۲۳۲)
6. ندوی مجیب اللہ، حافظ، حوالہ مذکور، ص ۹۱-۹۹۔
7. نفس مصدر، ص ۹۵۔
8. نفس مصدر، ص ۷۳-۷۴۔
9. اسرائیلیات کی تفصیل کے لئے دیکھئے: عثمانی، محمد تقی، علوم القرآن، طبع نہم، دارالعلوم کراچی، ۱۹۹۲ء، ص ۳۵-۳۹۔
10. بخاری، کتاب الفیہر، رقم ۳۷۳، باب قولوا امتبا للہ۔
۱۱. ندوی مجیب اللہ، حافظ، حوالہ مذکور، ص ۱۲۲-۱۲۵۔
۱۲. الیعقوبی احمد بن ابی یعقوب، تاریخ الیعقوبی، دارصادر بیروت، ۱۹۶۰ھ، ۹۱۳۷، ج، ص ۷۹۔
۱۳. المسعودی، ابو الحسن علی، مروج الذهب، طبع قاهرۃ، ۱۳۳۶ھ، ص ۲۹۷۔

- ١٣۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ بخاری، ج ۳، ص ۳۱۷۔
- ١٤۔ ابن النہیم، محمد بن اسحاق، الشہرست، المطبعة الرحمانية بمصر، ۱۳۲۸ھ، ص ۳۳-۳۵۔
- ١٥۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، الفصل فی الملل والاهواء والخل، طبعة الاولى، بالمطبعة الادبية في سوق الحصار القديم بمصر، ۱۳۱۵ھ، ص ۱۱۔
- ١٦۔ نفس مصدر، ج ۲، ص ۲۔
- ١٧۔ نفس مصدر، ص ۲۱۲-۲۱۳۔
- ١٨۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، حوالہ مذکور، ج ۱، ص ۶۵۳۔
- ١٩۔ الشیرستانی، محمد بن عبد الکریم، الملل والخل، دار السرور بیروت لبنان، ۱۹۳۸ء طبعة الاولى، ج ۲، ص ۳۶-۳۷۔
- ٢٠۔ نفس مصدر، ص ۱۹۔
- ٢١۔ ابن تیمیہ، نقی الدین، ابوالعباس احمد بن شہاب، الجواب لصحیح من بدلت کتبہ المدین و مطبعتها جدة، ج ۱، ص ۳۶۵۔
- ٢٢۔ نفس مصدر، ج ۲، ص ۱۰۔
- ٢٣۔ نفس مصدر۔
- ٢٤۔ ابو زہرۃ محمد، حاضرات فی التصراحت، مطبعة المدین، طبع ثالث، ۱۹۶۶ء، ص ۵۹۔
- ٢٥۔ احمد شلبی و کتور، مقارنة الادیان، المسکیۃ، مکتبہ المنهضة لمصر، ۱۹۶۰ء، ص ۱۵۲-۱۵۳۔
- ٢٦۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، حوالہ مذکور، ج ۱، ص ۳۱۸۔
- ٢٧۔ ولی اللہ شاہ الغوز الکبیر فی اصول الفسیر (مترجم) ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۳۰۲ھ، ص ۱۲۔
- ٢٨۔ عبدالعزیز شاہ ملفوظات، طبع اول دہلی، (س۔ن) ص ۲۷۔
- ٢٩۔ صابری امداد، مولانا، آثار رحمت، دہلی، ۱۹۶۷ء، ص ۹-۱۰۔
- ٣٠۔ موبانی آل حسن سید، الاستفسار، لکھنؤ، ۱۸۲۵ء، ص ۸ (مقدمہ)
- ٣١۔ نفس مصدر، ص ۸۔

واضح رہے کہ کتاب الاستفسار، نئے اسلوب کے ساتھ دارالمعارف اردو بازار، لاہور سے طبع ہو چکی ہے جس پر ڈاکٹر خالد محمود نے ایک طویل مقدمہ لکھا ہے۔ جو مسیحیت کی تاریخ اور کتب نصاریٰ کے ناقدانہ جائزہ پر مشتمل ہے۔

- ۳۳۔ محمد سلیم سید، مغربی زبانوں کے ماہر علماء، ادارہ تعلیمی تحقیق لاہور، ۱۹۹۳ء، ص ۸۲۔
- ۳۴۔ گیلانی مناظر احسن، مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، دہلی ۱۹۷۲ء، ص ۲۸۶۔
- ۳۵۔ تفصیلات کے ملاحظہ ہو راقم کامقالہ، مولانا رحمت اللہ کیر انوی کی علمی و دینی خدمات کا تحقیق جائزہ۔
- ۳۶۔ کیر انوی رحمت اللہ، اظہار الحق، ادارۃ العامة للطبع والترجمہ الریاض، ۱۳۱۰ھ، ج ۱، ص۔
- ۳۷۔ محمد حمید اللہ ڈاکٹر، حضرت مولانا کیر انوی کی کتاب اظہار الحق اور اس کا اردو ترجمہ، البلاغ (کراچی) ۱۹۷۲ء، ص ۲۲۔
- ۳۸۔ دیکھنے: اردو ترجمہ، بابل سے قرآن تک، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۱۹۹۲ء (مقدمہ)
- ۳۹۔ گارسال و تاسی۔ خطبات (حصہ دوم)، مولوی عبدالحق، ڈاکٹر حمید اللہ (مترجمین)، نجمین ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۱۹۷۲ء، ص ۲۲۲۔
- ۴۰۔ احمد خان، سید، سر، تفسیر القرآن، دوست الیسوی ایٹس، لاہور، ص ۵۔
- ۴۱۔ نفس مصدر۔
- ۴۲۔ چڑیا کوئی، عنایت رسول، البشری، طبع ثانی، لاہور، ۱۹۸۱ء، (مقدمہ)
- ۴۳۔ رائی اختر، سیدنا ناصر الدین ابو المقصود اوزیمی۔ مسلم مناظر ادبی ادب، عالم اسلام اور عیسائیت (اسلام آباد) ص
- ۴۴۔ حقانی، عبدالحق، البیان فی علوم القرآن، مکتبہ الحسن، لاہور، (س، ن) ص ۱۱۸۔
- ۴۵۔ کیر انوی، رحمت اللہ، اظہار الحق (تحقیق محمد عبد القادر مکاوی) حوالہ مذکور، ص ۱۸۔
- ۴۶۔ بکائی، موریس، بابل قرآن اور سائنس (شاء الحق صدقی مترجم ۱، ادارہ القرآن والعلوم اسلامیہ کراچی، ۱۹۵۸ء) ص ۶۔
- ۴۷۔ آل عمران ۲۳۔